مولانا عبدالحق حقانی رحمہ اللہ اور محرّف تورات
(تحقیقی جائزہ)

ڈاکٹر حافظ محمد شہباز حسن *
پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمد اسرائیل فاروقی **

ABSRACT:

Maulana Abdul Haq Haqqani (RA) was born on 27 Rajab 1265 A.H (1846 A.C.) in Gamthala Garh (Rana Bahauddin).Maulana Haqqani was a great Scholar of Islam, specially in comparative studies of religions. Later on he was appointed in 1911 Principle of Madrasa Aliya, Kalkatta. He died at Delhi in 1911.

Abstract: At the time of revelation of The Holy Quran, although Old and New Testament were not available in its original form but a number of injunctions of original Old and New Testament and same other incountable heavenly sayings were doing rounds amongst the people of the book. But those people were not following these saying as well .

The tempering, which the Jews started with the Torah, was for two reasons. One was the fear of the rulers that if they would say something against them they will persecute. To counter this, it is said that:

''فلا تخشوا الناس و اخشون''

"do not fear from the people but fear from Me" (Al-Quran). The second reason was greed that they used to present divine saying in accord with the wishes of the people so that the people might award them with more reward. Hazrat Muhammad (SAS) said about it:

لا تصدقوا اهل الکتاب...

As is mentioned in Sahih Bukhari that it is not necessary that today the collection of right and wrong that is available with Christians and Jews is an original Torah. If it was real then it should have been available with the Jews of Arabs but not the one which was written after Hazrat Moses. Even the opponent could not deny its versity and it is the religion of the majority scholars of Islam and all the sects of Islam are agreed upon it. That Torah was the one which was revealed in the days of Hazrat Moses but not the one which was later produced. Allah knows well. Now a days, the Christians and Jews have a Torah which is a collection of right and wrong

* ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، انجینئرنگ یونیورسٹی، لاہور — برقی پتا: pdshahbaz@gmail.com
** سابق چیئرمین شعبہ علوم اسلامیہ، انجینئرنگ یونیورسٹی، لاہور — برقی پتا: israeelfarooqi@gmail.com

traditions. But there is a need of more research in this regard.

Key Words:Maulana Abdul Haq Haqqani,Old Testament,Hazrat Moses,Torah,collection of right and wrong traditions,Jews.

KEYWORDS:

عبد الحق، انجیل، تورات، اہلِ کتاب، محرف،

مولانا عبد الحق حقانی رحمۃ اللہ علیہ قصبہ گمتھلہ گڑھ (رانا بہاء الدین) میں ۲۷ رجب ۱۲۶۵ھ (۱۸۴۶ء) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی کتب اُردو، فارسی، قرآن مجید، صرف و نحو وغیرہ عبد اللہ شاہ نے پڑھائیں۔ ۱۲۷۷ھ میں مولانا حقانی کو آخوند شاہ عبد العزیز صاحب کی خدمت میں بھیجا گیا تو آپ نے بڑی شفقت سے اپنے پاس رکھا اور کتب درسیہ پڑھائیں۔ آپ کی درخواست پر ہی آپ کا نام غلام جہانیاں کی بجائے 'عبد الحق' رکھا گیا۔[۱] مولانا نے سہارن پور میں شیخ الحدیث مولانا احمد علیؒ کی خدمت میں رہ کر تحصیل علم کی۔ بعد ازاں آپ نے کانپور حضرت شیخ عبد الحق قادری مہاجر مکیؒ سے علوم پڑھے۔ وہاں سے آپ جونپور تشریف لے گئے اور مختلف اساتذہ سے پڑھ کر علوم معقول و منقول کی تکمیل کی، اور اخیر میں مولانا مفتی لطف اللہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کامل دو سال رہ کر تعلیم حاصل کی۔(۲)

۱۲۷۸ھ میں دہلی تشریف لائے اور مولانا شاہ فضل الرحمن صاحب گنج مراد آبادیؒ سے علوم طریقت کی تکمیل کی، پھر دہلی آئے اور شیخ الحدیث حضرت مولانا سید شاہ نذیر حسین صاحب حسنی حسینی کی خدمت میں رہ کر حدیث نبوی کی قراءت و سماع مختصراً فرمائی، کتب حدیث تحقیق و تدقیق کی نظر سے لفظاً لفظاً شیخ الحدیث کے سامنے قراءت کیں۔ مولانا حقانی کی خداداد قابلیت و ذہانت کی وجہ سے حضرت آپ پر شفقت فرمایا کرتے تھے... شیخ الحدیث نے مولانا حقانی کو اجازت مطلق اور سند موثق عطا فرمائی، جس کی نقل درج ذیل ہے:

بِسْمِ اللّٰہ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ! فَیَقُوْلُ الْعَبْدُ الضَّعِیْفُ طَالِبُ الْمُحْسِنِیْنَ مُحَمَّد نَذِیْرحُسَیْن عَافَاہُ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی الدَّارَیْنِ اَنَّ الْمَوْلَوِی مُحَمَّدعَبْدَالْحَقِّ... اِلٰی اٰخِرِہٖ ۔ ۱۲شعبان المعظم ۱۲۹۰ھ۔ (۳)

تالیفات وتصنیفات

مولانا حقانی کی خاص خاص تالیفات یہ ہیں: ۱۔ نامی شرح حسامی جو عربی مدارس کے درس میں شامل ہے۔ ۲۔ حجۃ اللہ البالغۃ کی شرح حجۃ اللہ۔ ۳۔ عقائد الاسلام ۴۔ سر سید احمد خان کی تفسیر القرآن کے جواب میں دو سو صفحات پر ایک کتاب لکھی جو بعد میں مقدمہ "تفسیر حقانی" کے نام سے موسوم ہوئی اس میں سر سیّد کی لغزشوں کی اصلاح کے ساتھ

ساتھ مخالفین اسلام کے اعتراضات کے عقلی و نقلی دلائل سے جوابات دیئے گئے تھے۔ ۵۔اس کے بعد آپ نے تفسیر حقانی کی تالیف پر توجہ دی جو تقریباً دو سال میں مکمل ہوئی۔ (۴)۔ ۶۔ مقدمہ ثانی تفسیر حقانی البیان فی علوم القرآن، مولانا شفقت اللہ بدایوانی نے اس کا انگریزی ترجمہ کیا جو یورپ میں بہت مقبول ہوا۔ ۷۔ احقاق حق ۸۔ شہاب ثاقب۔(۵)

آپ کی بعض تصانیف کے بارے میں الزرکلی لکھتے ہیں :

عَبْدُالْحَقِ بْنُ مُحَمَّدِ الْهِنْدِیْ عَالِمٌ بِأُصُوْلِ الْفِقْهِ وَالْمَنْطَقِ، مِنْ كُتُبِهِ السَّلَامِیْ فِیْ شَرْحِ النَّامِیْ، لمحمة ابن محمد لآ خسیکی، فَرَغَ مِنْهُ سَنَۃَ ۱۳۸۶ھ۔ وَ شَرْحُ التَصْدِیْقَاتِ وَالتَّصَوُّرَاتِ عَلٰی مُسَلَّمِ الْعُلُوْمِ لِبَهَارِیْ فِی الْمَنْطَقِ۔(۶)

بعض دیگر عربی مؤلفین نے بھی آپ کی تالیفات کا تذکرہ کیا ہے۔(۷)

حمیت اسلامی اور تبلیغی خدمات

تبلیغ اور اشاعت اسلام سے آپ کو خاص شغف تھا۔ یہی وجہ تھی کہ آپ نے ندوۃ العلماء لکھنؤ میں تبلیغی شعبہ قائم کرنے پر زور دیا تھا۔ جب کبھی اعدائے اسلام نے اسلام کے مقدس و منور چہرے کو اپنے بیہودہ اور لغو اعتراضات سے گرد آلود کرنا چاہا تو آپ سینہ سپر ہوگئے اور دندان شکن جواب دیئے کہ اُن کو راہِ فرار ہی اختیار کرنا پڑی۔(۸)

وفات: ۱۹۱۱ء میں آپ کو مدرسہ عالیہ کلکتہ کا صدر مدرس مقرر کیا گیا، آپ پانچ سال تک صدر مدرس کے عہدے پر فائز رہے۔ پیرانہ سالی کی وجہ سے آب و ہوا نے آپ کی صحت پر بہت اثر ڈالا چنانچہ آپؒ ۱۹۱۶ء میں دہلی واپس تشریف لائے اور یہاں ۱۲ ربیع الاوّل ۱۳۳۶ھ؁ مطابق ۱۹۱۷ء اکہتر برس کی عمر میں وفات پائی۔ (اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَیْهِ رٰجِعُوْن)(۱۰)

مبحث اوّل

عہد قدیم کا تاریخی پس منظر

ہم ذیل میں پہلے عہد قدیم کا تحقیقی تاریخی پس منظر پیش کر رہے ہیں:

مؤلف تفسیر حقانی لکھتے ہیں: اہل کتاب اپنی تمام کتب سماویہ کے مجموعہ کو بائیبل کہتے ہیں۔ پھر اس کے دو حصّے ہیں؛ ایک عہد عتیق یعنی پرانی کتابیں اور دوسرا عہد جدید۔

عہد عتیق کی اڑتیس کتب کا تذکرہ کرنے کے بعد مولانا حقانیؒ لکھتے ہیں: کبھی ان صحیفوں کے مجموعہ کو بھی مجازاً تورٰۃ کہتے ہیں۔ یہ ۳۸ کتابیں وہ ہیں جن کو یہود اور عیسائی سب مانتے ہیں مگر فرقہ ساویہ ان میں سے صرف تورٰۃ اور کتاب یوشع اور کتاب القضاۃ کو مانتے ہیں، باقی سب کے منکر ہیں اور یہ سب کتابیں عبرانی زبان میں ہیں جو ملک یہودیہ کی قدیم

زبان ہے...

اختلاف سلف سے خلف تک چلا آیا ہے کہ جس کو لاچار ہو کر پادری فنڈر صاحب وکیل مذہب پولوسی نے بھی میزان الحق میں قبول کر لیا ہے، قولہ: اگرچہ پرانے عہد کی بعض کتاب لکھنے والے کا نام معلوم نہیں ہے لیکن مسیح کی گواہی سے اور ان دلائل سے بھی، جو کتب اسناد میں ہیں یقین ہوتا ہے کہ وہ سب الہام کی راہ سے لکھی گئی ہیں۔(۱۱)اور اسی طرح اختتام مباحثہ دینی مطبوعہ اکبر آباد ۱۸۵۵ (۱۲)میں کہتے ہیں: قولہ: بعض صحیفوں کی بابت معلوم نہیں کہ کس نبی کے ہاتھ سے لکھے گئے۔ ان وجوہات سے یہ معلوم ہوا کہ یہ توراۃ حضرت موسیٰؑ کے صدہا سال بعد مشائخ یہود نے تصنیف کی ہے، اس میں کچھ غلط اور صحیح حالات حضرت موسیٰؑ کے اور کچھ احکام توراۃ کے ہیں کہ جو اُن کو زبانی یا اپنی اور کتابوں کے ذریعہ سے یاد تھے اور کچھ آسمان وزمین وغیرہ چیزوں کی تاریخ ہے۔ واللہ اعلم(۱۳)

تاریخ میں کئی بار ان کے مذہبی صحائف ضائع ہوئے، جن کو بار بار ان کے عالموں نے حافظے کی مدد سے جمع کیا، جس کی وجہ سے آج تک ان کے مذہبی ورثہ میں اختلاف پایا جاتا کیونکہ یہ صحائف انسانی کاوشوں کا نتیجہ ہیں، اس لئے غلطیوں سے مبرا نہیں ہیں اور خود یہودی علماء اس حقیقت کا اعتراف کرنے پر مجبور ہیں۔

یہودیوں کی گم شدہ کتابیں: حوادث کے سبب یہودیوں کا بہت سا دینی لٹریچر ضائع ہو گیا بہت سی کتابوں کا ذکر عہد قدیم میں تو موجود ہے مگر وہ آج یہود کے پاس موجود نہیں ہیں ان کتابوں کی فہرست ذیل میں حوالوں کے ساتھ ملاحظہ فرمائیں:

	نام کتاب گمشدہ	حوالہ جات کتاب مقدس
۱	کتاب عہد موسیٰ	خروج ۲۴ : ۷
۲	جنگ نامہ خداوند	گنتی ۲۱ : ۱۴
۳	کتاب بشیر	سموئیل دوم ۱ : ۱۸
٤	کتاب یاہو بن حنانی	تواریخ دوم ۲۰ : ۳۴
٥	کتاب سمعیاہ نبی	تواریخ دوم ۳۰ : ۱۵
٦	کتاب اخیاہ نبی	تواریخ دوم ۹ : ۲۹
۷	کتاب ناتن نبی	تواریخ دوم ۹ : ۲۹
۸	کتاب مشاہداتِ عیدو غیب بین	تواریخ دوم ۹ : ۲۹

۹	کتاب اعمال سلیمان	سلاطین اول ۱۱ : ۴۱
۱۰	کتاب مشاہدات بسعیاہ بن آموس	تواریخ دوم ۲۶ : ۲۴
۱۱	سموئیل غیب بین کی تواریخ	تواریخ اول ۴ : ۲۹، ۳۰
۱۲ ۱۳	نغمات سلیمان سلیمان کی کتاب خواص نباتات وحیوانات	سلاطین اول ۴ : ۳۲، ۳۳ سلاطین اول ۴ : ۳۲ : ۳۳
۱٤	کتاب امثال سلیمان	سلاطین اول ۴۲۴
۱۵	جاد غیب بین کی تواریخ	تواریخ اول ۲۹ : ۲۹
۱٦	مرعیہ یرمیاہ	تواریخ دوم ۳۵ : ۲۵

چنانچہ پیغمبروں کی بہت سی کتابیں ناپید ہو گئیں، اس لئے کہ یہودیوں نے غفلت سے بلکہ بے دینی سے بعض کتابوں کو کھودیا اور بعض کو جلادیا۔

قرآن حکیم میں بیان کیا گیا ہے کہ بنی اسرائیل اپنی کتابوں میں تحریف وترمیم کیا کرتے تھے بعض دفعہ مطالب میں تغیر کردیا کرتے تھے اور بعض اوقات خود کوئی بات گھڑ کر اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کردیا کرتے تھے۔

چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ یُّؤْمِنُوْا لَکُمْ وَ قَدْ کَانَ فَرِیْقٌ مِّنْهُمْ یَسْمَعُوْنَ کَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ یُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَ هُمْ یَعْلَمُوْنَ (١٤)

''کیا تم امید رکھتے ہو کہ یہ لوگ تمہارے (دین کے) قائل ہو جائیں گے (حالانکہ) ان میں سے کچھ لوگ کلام اللہ (تورات) کو سنتے پھر اس کے سنتے، پھر اس کے سمجھ لینے کے بعد اسے جان بوجھ کر بدل دیتے ہیں۔''

مِنَ الَّذِیْنَ هَادُوْا یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ(١٥)

''یہ جو یہودی ہیں ان میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ کلمات کو ان کے مقامات سے بدل دیتے ہیں۔''

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّیْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ وَ جَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِیَةً یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَ نَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُکِّرُوْا بِهٖ وَ لَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰی خَآئِنَةٍ مِّنْهُمْ اِلَّا قَلِیْلًا مِّنْهُمْ (١٦)

''تو ان لوگوں کے عہد توڑ دینے کے سبب ہم نے ان پر لعنت کی اور ان کے دلوں کو سخت کر دیا۔ یہ لوگ کلماتِ کتاب کو اپنے مقامات سے بدل دیتے ہیں۔ اور جن باتوں کی انہیں نصیحت کی گئی تھی ان کا بھی ایک حصہ فراموش کر بیٹھے اور تھوڑے آدمیوں کے سوا ہمیشہ تم ان کی (ایک نہ ایک) خیانت کی خبر پاتے رہتے ہو۔''

عہد قدیم کی بعض کتابوں سے بھی تحریف کی شہادتیں ملتی ہیں۔

''سرزمین ان کے نیچے، جو اس پر بستے ہیں، نجس ہوئی کہ انہوں نے شریعتوں سے عدول کیا، قانونوں کو بدلا، عہد

ابدیا کو توڑا۔"(۱۷)

ارمیاہ نبی کے صحیفے میں بھی تحریف کی شہادت ملتی ہے۔

"تم نے زندہ خداوند ہمارے خدا کی باتوں کو بگاڑ ڈالا ہے۔" (۱۸)

مبحث دوم

قرآن مجید کن کتب کا مصدق ہے؟

مولانا عبد الحق حقانیؒ اپنی تفسیر کے مقدمہ میں توراۃ و اناجیل کے اصلی ہونے پر پوادر کے شبہات نقل کرنے سے قبل ہر کتاب کی اصلیت کا تعارف کراتے ہیں پھر پادریوں کے شبہات نقل کر کے ان کا تفصیلی جواب رقم کیا ہے، چنانچہ مولانا رقمطراز ہیں:

خدا تعالیٰ نے قران مجید میں متعدد جگہ توراۃ اور زبور اور انجیل کی مدح فرمائی ہے، صحف ابراہیمؑ و موسیٰؑ کا بھی تبعاً ذکر کیا ہے اور قرآن کو ان کتب مقدسہ کا مصدق یعنی سچا کرنے والا کہا ہے، چنانچہ فرمایا ہے :مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ (۱۹) کہ یہ قرآن پہلی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے

اور توراۃ کو کتاب منیر، امام، فرقان اور رحمت وغیرہ القاب سے یاد کیا ہے اور حضرت عیسیٰ کی نسبت یہ فرمایا ہے }:

وَ اٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ (۲۰) کہ ہم نے اس کو انجیل دی۔ اسی طرح فرمایا کہ

وَ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا (۲۱) داؤد کو ہم نے زبور دی اور

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ (۲۲) ہم نے موسیٰؑ کو کتاب (توراۃ) دی۔

اور کسی جگہ ان کتابوں پر ایمان لانے کی تاکید فرماتا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ الْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَ الْكِتٰبِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ (۲۳) **" مسلمانو! ایمان لاؤ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر اور اس کتاب پر جو اس کے رسول پر نازل ہوئی اور جو اس سے پہلے نازل ہوئی۔ "**

اور سورۃ بقرۃ کے اوّل ہی میں مومنین کی شان میں فرمایا ہے:

وَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَ مَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْن (۲٤)

"مسلمان وہ ہیں کہ جو چیز تم پر نازل ہوئی اس پر اور جو تم سے پہلے نازل ہوئی اُس پر اور روز قیامت پر ایمان رکھتے ہیں۔"

یہاں سے دو باتیں ثابت ہوئیں، اوّل یہ کہ تورٰۃ وہ کتاب ہے جو خاص حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی اور زبور وہ کتاب ہے جو حضرت داؤد علیہ السلام کو عطا ہوئی تھی اور انجیل وہ کتاب ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل

ہوئی تھی اور کچھ اور صحیفے حضرت ابراہیم علیہ السلام و دیگر انبیاء علیہم السلام پر نازل ہوئے تھے اور اس امر منصوص میں سنی شیعہ کل فرقے اسلام کے سلف سے خلف تک متفق ہیں پس یہ کتاب جو موسیٰ علیہ السلام کے بعد میں تصنیف ہوئی اور کچھ مضامین تورۃ اصلی کے یادداشت کے طور پر اس میں درج کر کے تورٰۃ رکھا گیا قطعی وہ تورٰۃ نہیں جس کا قرآن میں ذکر ہے اسی طرح وہ کتابیں کہ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد لوگوں نے تصنیف کی ہیں اور ان میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حالات و اقوال کو صحیح و غلط طور پر جمع کر دیا ہے کہ جس کو اب عیسائی انجیل متی و مرقس و لوقا و یوحنا کہتے ہیں وہ انجیل نہیں کہ جس کا قرآن میں ذکر ہے۔ چنانچہ علمائے اسلام اسی کے قائل بلکہ تمام امتِ محمدیہ میں یہ مسئلہ متفق علیہ ہے۔ پس اب جو اہل کتاب اس تورٰۃ و انجیل کو لئے پھرتے ہیں اور اس کو اصل تورٰۃ و انجیل بتلا کر مسلمانوں کو ایمان لانے کے لئے مجبور کرتے ہیں محض فریب ہے، اس سے ہر ایماندار کو بچنا فرض ہے۔ دوم یہ کہ وہ تورٰۃ و انجیل و زبور و دیگر صحف انبیاء کہ جن کا قرآن میں ذکر ہے کلام الٰہی اور واجب التعظیم تھے جو کچھ خدا تعالیٰ نے اپنے انبیاء کی معرفت ان میں ذکر فرمایا تھا سب حق تھا۔ اسلام کی بڑی خوبی یہ ہے کہ اُس نے یہ ہدایت کی ہے کہ اپنا اور بیگانہ کچھ نہ دیکھو بلکہ جس قدر خدا تعالیٰ کے فرستادہ لوگ ہیں کہ جن کو انبیاء کہتے ہیں خواہ کسی ملک کے ہوں اور جس قدر مقدس کتابیں خدا تعالیٰ نے بھیجی ہیں سب پر ایمان لاؤ اگرچہ بحکم:

{ وَ اِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ } (۲۵) کہ ہر گروہ میں خدا تعالیٰ کی طرف کا ہادی آیا ہے۔
وَ رُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَ رُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ } (۲۶)

"اور بہت سے رسول ہیں جن کے حالات ہم آپ سے پیشتر بیان کر چکے ہیں اور بہت سے رسول ہیں جن کے حالات ہم نے آپ سے بیان نہیں کیے۔"

کہ بعض انبیاء کا آنحضرت سے ذکر آیا اور بعض کا نہیں، ہر قوم اور ہر ملک میں خدا تعالیٰ کے ہادی نبی یا ان کے نائب ضرور آئے (کہ جن کا تفصیلی علم خدا تعالیٰ ہی کو ہے اور اجمالاً ہم سب کو حق جانتے ہیں اور تفصیلاً ان کی تعیین کرتے ہیں کہ جن کا ذکر قرآن و احادیث میں آیا ہے) مگر چونکہ اُن انبیاء کے طرق اور کتب میں حوادث زمانہ سے وہ تغیرات پیش آئے اور وہ تحریفات اور خلط ہوا کہ جس سے اصل مذہب اور اصل کتاب میں کچھ امتیاز نہ رہا...

نزول قرآن مجید کے وقت گو تورٰۃ و انجیل اصلی دنیا پر نہ تھیں جیسا کہ آپ کو معلوم ہوا مگر اصلی تورٰۃ و انجیل کے صدہا احکام اور بیشمار باتیں اہل کتاب میں زبانی یا ان فرضی کتابوں کے وسیلے سے مشہور و معروف تھیں لیکن وہ لوگ اپنی شرارت سے ان پر بھی عمل نہیں کرتے تھے اس لئے خدا تعالیٰ نے جابجا قرآن کی صداقت ثابت کرنے میں اس بات کو ذکر کیا کہ یہ قرآن کتب سابقہ اور انبیاء سابقین کے برخلاف نہیں بلکہ اصول مذاہب اور اُمور فطرت میں ان

کے مطابق اور ان کا اور اگلے انبیاء کا مصدق ہے جن کو تم مانتے ہو پھر اب قرآن کو نہ ماننا ... ان کا نہ ماننا ہے۔ اور یہ کہ جن کو تم تورٰۃ وانجیل سمجھتے ہو اس پر کیوں نہیں عمل کرتے اور جن انبیاء کی پیروی اور محبت کا تم کو دعویٰ ہے ان کی پیروی کس لئے نہیں کرتے۔ اور کبھی مشرکین عرب کو بعض قصص واحکام میں الزام دینے کے لئے یہ بھی فرمایا ہے کہ ان اہل کتاب سے پوچھ دیکھو وہ بھی یہی کہتے ہیں پھر حضرت محمد علیہ السلام نے کونسی نئی بات فرمائی ہے کہ جس پر تم چونکتے ہو، ان باتوں سے بعض ناواقف پادری یہی سمجھ گئے کہ نزول قرآن کے وقت تورٰۃ وانجیل بجنسہٖ موجود تھیں کہ جن کی طرف خدا تعالیٰ نے حوالہ دیا ہے اور جن پر عمل کرنے کی ترغیب دی ہے وہ یہی تورٰۃ وانجیل ہیں جو ہمارے پاس موجود ہے حالانکہ یہ بڑی غلطی ہے۔

اہلِ کتاب کے دلائل اور ان کا جواب

دلیل نمبر ا: قرآن میں متعدد جگہ تورٰۃ وانجیل پر اہل کتاب کو عمل کرنے کی ترغیب دی اور ان کے محاسن بیان فرمائے ہیں اور ان پر ایمان لانے اور ادب کرنے کی ترغیب دی، اگر اس وقت یہ کتابیں موجود نہ ہوتیں تو عمل کس پر لاتے اور وہ آیات یہ ہیں:

۱-وَ لَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰةَ وَ الْاِنْجِيْلَ وَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ (۲۷)

''اور اگر وہ تورات اور انجیل کو اور جو (اور کتابیں) ان کے رب کی طرف سے ان پر نازل ہوئیں ان کو قائم رکھتے تو (ان پر رزق مینہ کی طرح برستا کہ) اپنے اوپر سے اور پاؤں کے نیچے سے کھاتے۔''

۲ -قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰى شَيْءٍ حَتّٰى تُقِيْمُوا التَّوْرٰةَ وَ الْاِنْجِيْلَ وَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ (۲۸)

''کہہ دیجیے! اے اہلِ کتاب جب تک تم تورات اور انجیل کو اور جو (اور کتابیں) تمہارے رب کی طرف سے تم لوگوں پر نازل ہوئیں انہیں قائم نہ رکھوگے کچھ بھی راہ پر نہیں ہوسکتے۔''

۳ -وَ كَيْفَ يُحَكِّمُوْنَكَ وَ عِنْدَ هُمُ التَّوْرٰةُ فِيْهَا حُكْمُ اللّٰهِ} (۲۹)

'' اور یہ آپ سے (اپنے مقدمات) کیونکر فیصل کرائیں گے خود ان کے پاس تورات (موجود) ہے جس میں اللہ کا حکم ہے۔''

۴-قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰةِ فَاتْلُوْهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْن } (۳۰)

''کہہ دیجیے! اگر سچے ہو تو تورات لاؤ اور اسے پڑھو (یعنی دلیل پیش کرو۔''

۵-وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ (۳۱)

'' اور اہل انجیل کو چاہیے کہ جو احکام اللہ نے اس میں نازل کیے ہیں اس کے مطابق حکم دیا کریں۔''

پس صاف معلوم ہوا کہ اس وقت تورٰۃ وانجیل اصلی موجود تھیں اور وہ یہی ہیں، جو اب ہمارے پاس ہیں یعنی قرآن

مجید کی صورت میں ہیں۔ اوّل اور دوسری اور پانچویں آیت کا اور جس قدر آیات اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں ان سب کا یہ جواب ہے کہ توراۃ و انجیل کے چلنے اور ان کے قائم رکھنے سے توراۃ و انجیل اصلی کے احکام مراد ہیں۔ پس نتیجہ یہ نکلا کہ اس وقت توراۃ و انجیل کے احکام ان کے پاس موجود تھے اور احکام کے موجود ہونے سے مجموعہ توراۃ و انجیل کا موجود ہونا لازم نہیں آتا۔

جن آیات میں یہ ہے کہ یہود کے پاس توراۃ ہے اور اس قسم کی اور جملہ آیات کا جواب یہ ہے کہ یہاں بھی توراۃ سے مراد احکام توراۃ ہیں سو وہ بیشک یہود کے پاس خواہ بلا تغیر خواہ با تغیر اس توراۃ فرضی میں اب تک موجود ہیں پس احکام کے موجود ہونے سے مجموعہ توراۃ اصلی کا موجود ہونا لازم نہیں آتا۔ اور دلیل اس بات پر کہ توراۃ سے مراد احکام ہیں بطریق اطلاق الکل علی الجزء یہ ہے کہ اصل توراۃ وہ ہے کہ جو موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی جیسا کہ آیات مذکورہ سے ثابت ہے اور یہ مجموعہ موسیٰ علیہ السلام کے بعد مرتب ہوا ہے جیسا کہ اس کے دلائل گزرے پس جس نے ہم کو یہ بتلایا کہ ان کے پاس توراۃ ہے اسی نے یہ بھی کہہ دیا کہ توراۃ موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی پس متدل جب تک اس احتمال کو کہ جو ناشی عن الدلیل ہے بند نہ کر دے گا تو اس کی دلیل سے نتیجہ بر آمد نہ ہو گا۔ دوم یہود اس مجموعہ کو توراۃ کہا کرتے تھے اور اب تک کہتے ہیں اور اس میں اصلی توراۃ کے احکام بھی موجود ہیں پس قرآن میں اُن کو اِن احکام پر عمل نہ کرنے میں الزام دینا مقصود تھا، اس لئے اس مجموعہ کو اُسی لفظ سے تعبیر کرنا پڑا کہ جو ان کے نزدیک مشہور تھا اور اگر کچھ اور کہتے تو وہ ہرگز نہ سمجھتے مثلاً کوئی شخص ایک کتاب تصنیف کرے کہ اس میں قرآن مجید کے اکثر احکام صحیح اور غلط طور پر جمع کر کے اس کا نام قرآن رکھ دے اور ہمیں اس کو اس وجہ سے کہ وہ اس پر عمل نہیں کرتا الزام دینا منظور ہو اور اس مجموعہ کے نام لینے کی ضرورت پڑے تو بلا شک ہم اُس کو قرآن کے لفظ سے تعبیر کریں گے مگر اِس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ ہم نے اس کو اصلی قرآن تسلیم کر لیا۔(۳۲)

دلیل نمبر ۲: اہل کتاب کو اپنی کتابوں کے گم کر دینے یا بدل دینے میں کوئی غرض نہ تھی بلکہ ہر ایک ملک میں اہل کتاب تھے اور باہم بڑے غیور تھے پھر ممکن نہیں کہ کوئی کتاب میں تصرف کرنے پاتا جس طرح کہ اہل اسلام میں کوئی قرآن میں کسی طرح تصرف نہیں کر سکتا اور نہ کوئی بادشاہ اس کو مٹا سکتا ہے۔

جواب: یہ ایک گمان یا وہم فاسد ہے کیونکہ جب پولوس مقدّس اور حواری اوّل ہی صدی میں غل مچاتے ہیں کہ لوگ انجیل کو اُلٹا دینا چاہتے ہیں تو اب یہ غرض ان سے پوچھنی چاہیے اور قرآن کا مدار تو اوّل ہی سے حفظ پر ہے اگر تمام نسخے دنیا سے معدوم کر دیئے جاتے تو بھی ایک حرف میں فرق نہ آتا بخلاف کتب مقدّسہ کے کہ اُس کا مدار صرف لکھنے پر تھا اور لکھنے کی اور کاغذ کی قلت اور صدہا سال تک مصائب کی بڑی کثرت تھی پس ان کا گم ہو جانا، ان

میں تغیر ہونا کچھ بھی بعید نہیں چنانچہ با قرار علماء اہل کتاب اب نہ وہ کتاب ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے لکھ کر لاویوں کو دی تھے، نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وہ انجیل ہے کہ جس کی منادی کرنے کی وہ تاکید فرما گئے تھے اور جو پولوس مقدّس کو بلا توسط کسی آدمی کے پہنچی تھی وغیر ذٰلک۔

دلیل نمبر ۳: ان کتابوں میں بہت سے ایسے مضامین ہیں کہ جو خدا تعالیٰ کی ذات وصفات و تقدّس اور انسان کو خدا تعالیٰ سے تقرب اور محبت اور روح کی پاکیزگی کا طور بتلاتے ہیں اور نیک چلنی اور اخلاق حمیدہ سکھلاتے ہیں اور عالم کے پیدا ہونے اور انسان کی نجات کا وسیلہ بیان کرتے ہیں وغیرہ ذٰلک۔ اور ان میں بہت سی پیشین گوئیاں بھی مندرج ہیں جو اپنے وقت پر ظاہر ہوئیں اور یہ سب مضامین بغیر الہام اور تائید روح القدس کے اور کسی کو حاصل نہیں ہوتے۔ اس دلیل کو پادری فنڈر صاحب نے میزان الحق میں ہر بات کا حوالہ دے کر بڑے بسط سے بیان کیا ہے اور ہر ایک بات کو ایک دلیل بنا کر ایک کی چھ دلیل بتائی ہیں اور بڑے زور سے نتیجہ نکالا ہے۔

جواب: اوّلاً غایۃ مافی الباب یہ مضامین الہامی اور انبیاء علیہم السلام کے فرمائے ہوئے ہیں لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ جس کتاب میں یہ مضامین بطور نقل کے جمع کر دیئے جاویں وہ انبیاء کی تصنیف اور الہامی کتاب بھی ہو جائے، کیا اگر کوئی شخص قرآن کے مضامین کو ملخص کر کے اس پر کچھ اور ملا کے کتاب بنا دے وہ قرآن ہو سکتا ہے؟ ان مضامین کا الہامی ہونا اور بات ہے کتاب کا الہامی ہونا اور بات، بہت سی غیر الہامی کتابوں میں الہامی مضامین ہوتے ہیں۔ ثانیاً ان کتابوں میں اگر یہ عمدہ مضامین ہیں تو اس کے ساتھ خراب مضامین بھی تو ہیں کہ جن کو الہام کی طرف منسوب کرنا بھی نازیبا ہے جیسا کہ پہلے گزرا پس یہ مجموعہ کیونکر الہامی ہو سکتا ہے؟ ثالثاً جن کتابوں کے تم منکر ہو اُن میں بھی یہ مضامین نہایت عمدگی سے پائے جاتے ہیں پھر اُن کو الہامی کیوں نہیں کہتے؟

دلیل نمبر ۴: یہ کتابیں اُن کے مصنفین سے لے کر آج تک ہم میں متواتر چلی آئی ہیں اور تمام امت کا ان کے قبول کرنے پر اجماع ہو چکا ہے اور یہ اجماع ہر قرن میں پایا گیا ہے۔

جواب: اوّل تو یہ دعویٰ غلط ہے کہ ان کے مصنفین تک ہر قرن میں ان کتابوں پر اتفاق رہا ہے کیونکہ تیسری صدی کے بعد قسطنطین کی وجہ سے یہ اتفاق یا نفاق، جو کچھ کہو، پایا گیا مگر اس سے پیشتر یعنی حضرت مسیح سے تخمیناً تین سو برس تک تو بس کتابیں عیسائیوں میں عموماً مشہور بھی نہ تھیں۔ اتفاق اور اجماع ہونا تو کجا؟ دوم، اگر یہ سب تسلیم بھی کر لیا جاوے تو غایۃ الامر یہ کتابیں ان کے مصنفین کی تصنیف قرار دی جاویں گی لیکن اس سے الہامی ہونا ہرگز ثابت نہ ہو گا جب تک کہ وہ پہلی شرطیں ثابت نہ کی جائیں گی۔

دلیل نمبر ۵: چونکہ خدا تعالیٰ سب کا خدا ہے تو اس کا دین بھی سب کے لئے ہونا چاہیے اور دین کی تعمیم بغیر اس بات

کے ممکن نہیں کہ وہ کتاب تمام عالم میں پھیلے اور یہ صفت خاص بائیبل بالخصوص عہد جدید میں پائی جاتی ہے کیونکہ اب کوئی ملک باقی نہیں کہ جہاں انجیل کی منادی نہ ہوتی ہو اور ہر زبان میں اس کے ترجمے ہوگئے ہیں تو یہ نشان الہامی ہونے کا ہے۔

جواب: یہ دلیل بھی محض پادریانہ خیال ہے کیونکہ اوّل تو سب کتابوں سے زیادہ بائیبل کی شہرت نہیں بلکہ ابتداء سے لے کر اب تک جس قدر قرآن کی دنیا میں شہرت ہوئی اس قدر کسی کتاب کی نہیں ہوئی، کون سا ملک اور کون سی زبان ہے کہ جہاں قرآن مجید کے روح افزا مضامین لوگوں کی زبان پر جاری نہیں؟ اور انجیل کی شہرت جو کچھ ہے سو تخمیناً ہزار برس سے ہے پس لازم آیا کہ اس سے پیشتر یہ کتاب الہامی نہ تھی پھر ہوگئی۔ دوم زیادہ شہرت ہونے سے الہامی ہونا لازم نہیں آتا۔ گلستان اور کلیلہ ودمنہ کی شہرت بھی کچھ کم نہیں ان کو بھی الہامی کہو۔

دلیل نمبر ۶: اس کتاب کے پڑھنے سے نیک چلنی اور محبت الٰہی اور روح کی صفائی پیدا ہوتی ہے اور یہ خاصہ الہامی کتابوں کا ہے۔

جواب: بالفرض اگر بعض مضامین کی وجہ سے، جو کہ الہامی ہیں، یہ بھی تسلیم کر لیا جاوے تب بھی مجموعہ کتاب الہامی نہیں بلکہ ان کتابوں کے پڑھنے سے دل پر (تثلیث پرستی اور خدا تعالیٰ کی ذات مقدس میں عیوب ثابت کرنے سے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کفارہ سمجھ کر دن میں ہزار بار حرام کاری کی اجازت اور شراب اور سُور اور جُھوٹ بولنے کی رخصت سے) وہ تاریکی اور الحاد پیدا ہوتا ہے کہ جو کسی کتاب سے نہیں ہوتا، یورپ میں اس قدر الحاد اور زنا اور جھوٹ اور شہوت پرستی کا شیوع انہیں کتابوں کی ''برکت'' سے ہوا ہے، برعکس اس کے کہ قرآن مجید کی ہدایت کا اثر اب تک تمام عالم پر جلوہ گر ہے۔(۳۳)

مبحث سوم

متفرق استدلالات وجوابات

مولانا حقانی نے بہت سی آیات قرآنیہ سے تورات کو محرف ثابت کیا اور جن آیات سے یہود ونصاریٰ نے غلط استدلال کیا اس کی انہوں نے تردید بھی کی۔

* وَ مَآ أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ (۳٤) کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''اسی طرح جس کو تورات کہتے ہیں اس کے ابھی صدہا مقامات سے یہ بات ثابت ہے کہ یہ کتاب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے صدہا برس بعد کسی نے تاریخ کے طور پر جمع کی ہے۔''(۲۵)

* وَ اٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ (٣٦) کی تفسیر میں لکھتے ہیں :مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ سے یہ مراد نہیں کہ یہود کے جمیع عقائد اور کل کتابوں کی تصدیق قرآن مجید کرتا ہے بلکہ اصول مذہب اور مضامین کتب الٰہیہ کے کہ جن کو اپنی کتابوں میں مخلوط کر رکھا تھا اور اس مجموعہ کو وہ تورات کہتے تھے۔ یہاں یہ ثابت نہیں ہوتا کہ نزول قرآن کے وقت ان کے پاس بلا کم وکاست حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تورات تھی بلکہ ایک مجموعہ کو جس کو علماء یہود نے مرتب کیا تھا جس کو وہ اپنی اصطلاح میں تورات کہتے تھے۔" (۳۷)

*وَ لَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ (٣٨) کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"موسیٰ علیہ السلام کو تورات دی اس سے ثابت ہوا کہ اب جو کتاب اہل کتاب میں نام نہاد توریت موجود ہے جس کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کسی اور شخص نے موسیٰ کی تاریخ میں لکھی ہے اصل توریت نہیں ہے جس سے معلوم ہوا کہ بنی اسرائیل جو انبیاء کو قتل کیا کرتے تھے انہوں نے توریت کو بھی قتل کر دیا۔"(۳۹)

* اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتٰبِ (٤٠)کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"مدینہ کے یہود جانوروں کی حلت و حرمت اور ان کے کھانے یا نہ کھانے میں بڑی پرہیز گاری جتلایا کرتے تھے حالانکہ خود ایسے حرام کھانے میں بڑے مشاق تھے کہ جو کسی مخمصہ میں بھی مباح نہیں وہ یہ کہ احکام الٰہی کو چھپاتے اور کچھ روپیہ پیسہ لے کر سائل کے حسب مرضی فتویٰ دے دیتے تھے۔" (۴۱)

*مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ ٤٢کی تفسیر میں تحریف کی بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"یہود کے اقبال بلکہ دین کی عمر طبعی ہو چکی تھی اس لئے ان میں ایسی ایسی باتیں مروج ہو گئی تھیں اور یہ بات صدہا سال سے ان میں تھے، ان کے علماء دنیاوی طمع سے ہر ایک قسم کی تحریف اور تاویلات فاسدہ کرتے تھے چنانچہ جن مقامات تورات میں اب تک حضرت مسیح علیہ السلام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خبریں پائی جاتی ہیں ان کے عجیب و غریب معانی لگا کر ان دونوں رسولوں کا انکار کرتے ہیں اور نفس کتاب میں بھی انہوں نے ایسا کیا کہ عہد عتیق کے کسی نسخہ کا کبھی اعتبار منصف مزاج کے نزدیک نہیں رہا۔

پھر تحریف کی مثالیں ذکر کی ہیں جس میں سے ایک درج ہے۔

انجیل متی کے ۲۷ باب ۳۵ورس میں یہ فقرہ کہ "مسیح کو سولی دی اور اس کے کپڑوں پر چٹی ڈال کر ان کو بانٹ لیا تا کہ نبی کا کہا پورا ہو" الحاقی ہے کریسباخ نے بھی اس کا اقرار کیا ہے اور ہارن نے اپنی تفسیر کے صفحہ ۳۳۰-۳۳۱ جلد ثانی میں دلائل سے اس کا الحاقی ہونا بیان کیا ہے مگر اب تک یہ فقرہ انجیل میں موجود ہے۔(۴۳)

* وَ كَيْفَ يُحَكِّمُوْنَكَ وَ عِنْدَ هُمُ التَّوْرٰةُ فِيْهَا حُكْمُ اللّٰهِ ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ (٤٤) کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''اس جگہ خدا تعالیٰ نبی علیہ السلام سے یہود کے آنحضرت کے پاس جھگڑا لانے اور فیصلہ پر راضی ہونے پر تعجب ظاہر فرماتا ہے کہ یہ لوگ باوجودیکہ توریت کے معتقد ہیں اور اس میں احکامِ الٰہی ہیں اور اس کو خاص اللہ نے نازل کیا تھا جس پر انبیاء اور مشائخ و علماء چلتے تھے مگر اس کے حکم سے اعراض کر کے اے نبی آپ کو حکم بناناکہ جس کے منکر ہیں، کمال تعجب کی بات ہے۔'' (۴۵)

*اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰةَ فِيْهَا هُدًى وَّ نُوْرٌ (٤٦) کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''یعنی نہ صرف انبیاء ہی توریت پر یہود کو چلنے کا حکم دیتے آئے ہیں بلکہ ان کے بعد مشائخ اور علماء بھی اسی پر چلاتے تھے۔ بعد میں جو یہود نے توریت میں تحریف کرنی شروع کی تھی غالباً اس کے دو سبب تھے ایک خوف حکام کہ اگر ان کے بر خلاف یہ احکام بیان کریں گے تو ہمیں وہ ایذا دیں گے، اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: {فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَ اخْشَوْنِ} (۵/المائدۃ: ۴۴) کہ لوگوں سے نہ ڈرو بلکہ خاص مجھ سے ڈرو کیونکہ نافع و ضار میں ہوں دوسرا سبب طمع کہ لوگوں کی خواہش کے موافق کم زیادہ کر کے حکم دیتے تھے تا کہ لوگ ان کو کچھ دیا کریں، اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: { وَ لاَ تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلاً } کہ دنیا چند روزہ اور بہت بے حقیقت ہے اس کے لئے میری امانت میں خیانت نہ کرو۔'' (۴۷)

*{وَ كَيْفَ يُحَكِّمُوْنَكَ وَ عِنْدَ هُمُ التَّوْرٰةُ} (٤٨) کی تفسیر میں فائدہ کے تحت لکھتے ہیں:

''لارڈ ولیم میور نے اپنی کتاب شہادت قرآنی میں اس آیت کے جملہ {وَ عِنْدَ هُمُ التَّوْرٰة} اور اسی قسم کی دیگر آیات سے جو توریت کی مدح میں وارد ہیں یا توریت پر عمل نہ کرنے سے اہل کتاب پر الزام ہے یہ بات ثابت کی ہے کہ آج کل جو اہل کتاب کے پاس توریت ہے وہی اصلی توریت بلا تغیر موجود ہے اور نیز ان کے ایک قدیم مرید نے جو در پردہ ان ہی کے حامی مذہب ہیں صحیح بخاری اور الفوز الکبیر سے '' يُحَرِّفُوْنَ الْكَلم '' کی تفسیر میں تحریف معنوی مراد لینا نقل کر کے اس بات پر بڑا زور دیا ہے کہ یہ توریت بلا تحریف وہی اصلی توریت ہے اور نیز اس کی سند میں بعض اقوال تک بھی نقل کر کے اس توریت کے ایک جملہ کے منکر کو بھی خواہ وہ مخالف قران ہی کیوں نہ ہو کافر بتلایا ہے مگر یہ سب دھوکہ ہے، اولاً: تو یوں کہ التوراۃ سے مراد مجازاً یہ مجموعہ ہے کہ جس میں اصلی توریت کے بھی بیشتر مضامین موجود ہیں باعتبار تسمیۃ الکل باسم الجزء کیونکہ مدعی بھی اس بات کا انکار نہیں کر سکتا کہ اس مجموعہ پر لفظ توریت مجازاً اطلاق ہوا ہے، اس لئے کہ اصل توریت انٹیوکس و بخت نصر وغیرہ کے حوادث میں تلف ہو گئی، یہ مجموعہ تاریخ و مسائل بعد میں مشائخ نے جمع کیا ہے، علاوہ اس کے توریت تو وہ ہے جو خاص حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی اور مجموعہ میں سینکڑوں مضامین وہ ہیں کہ جو بعد موت موسیٰ علیہ السلام کے درج کئے گئے چنانچہ کتاب

استثناء کا اخیر باب جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی موت اور قبر کے مفقود ہونے کا حال درج ہے اور جو شیء مرکب ہو ایک سے اور اس کے نمبر سے وہ نہیں رہتی، سکنجبین جو شہد و سرکہ سے مرکب ہے نہ وہ سرکہ کہلاتی ہے نہ شہد اِلّا مجازاً پس مجازاً توریت کہنے سے اس مجموعہ کا اصل ہونا کیونکر لازم آ گیا۔

ثانیاً: یوں کہ اگر ہم اس بات کو تسلیم بھی کر لیں کہ آنحضرت علیہ السلام کے عہد تک وہی اصلی تورات یہود عرب کے پاس موجود تھی اور وہ اس میں تحریراً تحریف نہیں کیا کرتے تھے بلکہ صرف بیان کرتے وقت الٹ پلٹ کر دیتے تھے بنابر تحریف معنوی، اور پھر اس توریت کی پیغمبر علیہ السلام نے نہایت مدح و عزت بھی کی تھی جیسا کہ مدعی ثابت کرتا ہے اور اس سے بھی ہم قطع نظر کر لیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر توریت کے اوراق پڑھنے سے نہایت پر غضب ہوئے تھے جیسا کہ دارمی نے سند صحیح سے نقل کیا ہے: عن جابر ان عمر بن الخطاب اتی رسول االله صلی االله علیہ وسلم بنسخۃ من التورۃ فقال یا رسول االله ہذہ نسخۃ من التورۃ فسکت فجعل یقرأ و وجہ رسول االله یتغیر فقال ابو بکر ثکلتک الثواکل ما تری ما بوجہ رسول االله صلی االله علیہ وسلم فنظر عمر الی وجہ رسول االله صلی االله علیہ وسلم فقال: اعوذ باالله من غضب االله و غضب رسولہ صلی االله علیہ وسلم رضینا باالله ربا و بالاسلام دینا و بمحمد نبیاً فقال رسول االله صلی االله علیہ وسلم (والذی نفس محمد بیدہ لو بدا لکم موسی فاتبعتموہ و ترکتمونی لضللتم عن سواء السبیل ولو کان حیا و ادرک نبونی لا تبعنی (۴۹)

”حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تورات کا ایک نسخہ لے کر آئے تو کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! یہ تورات کا نسخہ ہے: آپؐ خاموش رہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پڑھنے لگے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ متغیر ہونے لگا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ گم پانے والی تجھے گم پائیں تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ نہیں دیکھتے ہو! تو حضرت عمر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ کی طرف دیکھا تو کہا میں اللہ اور اس کے رسول کے غصے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ حاصل کرتا ہوں۔ ہم اللہ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے اور محمد ﷺ کے نبی ہونے پر راضی ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ محمد کی جان ہے۔ اگر تمہارے سامنے موسیٰؑ آ جائیں اور تم ان کی پیروی کرو اور مجھے چھوڑ دو تو سیدھے راستے سے بھٹک جاؤ۔“

قال ابو ہریرہ عن النبی صلی االله علیہ وسلم لا تصدقوا اہل الکتاب ولا تکذبوہم و قولوا: امنا باالله وما انزل (۵۰)

”ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی سے روایت بیان کرتے ہیں: آپ نے فرمایا: ”اہل کتاب کی نہ تصدیق کرو اور نہ تکذیب اور کہو: ہم اللہ پر ایمان لائے اور جو نازل کیا گیا۔“

اور اس سے بھی آنحضرت نے لا تصدقوا اہل الکتاب فرمایا ہے۔ تب بھی اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہ جو آج کل یہود و نصاریٰ کے پاس مجموعہ صحیح و غلط روایات ہے کہ جس کو وہ توریت کہتے ہیں وہی اصلی توریت ہو، اگر اصلی ہو گا تو

آنحضرت کے عہد تک یہود عرب کے پاس ہو گا نہ کہ یہ جو قطعاً حضرت موسیٰ کے بعد تصنیف ہوا جس کا مخالف بھی انکار نہیں کر سکتا اور یہی مذہب جمہور علمائے اسلام کا ہے اور اس بات پر تمام فِرق اسلامیہ متفق ہیں کہ توریت وہی تھی جو موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی نہ کہ وہ جو بعد میں بنائی گئی۔ واللہ اعلم

آج کل یہود و نصاریٰ کے پاس توریت ہے یہ ایک مجموعہ ہے صحیح اور غیر صحیح روایات کا نہ کہ وہ توریت جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی لیکن اس مقام پر اور بھی اِس امر کی تحقیق کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

واضح ہو کہ جب اس توریت کو دیکھا جاتا ہے تو بے شمار مقدمات سے یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ کس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی موت کے بعد اس کو ترتیب دیا ہے، منجملہ ان کے کتاب استثناء کے ۳۴ باب کی یہ عبارت ہے:

''موسیٰ خداوند کا بندہ خداوند کے حکم کے موافق مواب کی سرزمین میں مر گیا اور اسے اسی مواب کی ایک وادی میں بیت فغفور کے مقابل گاڑا، پر آج تک کوئی اس قبر کو نہیں جانتا۔ ۵۱

وَ لَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰةَ وَ الْاِنْجِيْلَ ۵۲ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

یہ کلام بالذات تو اسی زمانہ کے لوگوں سے ہے جنہوں نے توریت و انجیل کی موجودگی میں ان پر عمل نہ کیا اور تبعاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد کے یہود و نصاریٰ سے جیسا کہ اوّل سورۃ میں {وَ اِذْ نَجَّيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ} وغیرہ میں ان کے خاندان کی نعماء کا ان پر ہونا ظاہر کیا ہے اور اگر خصوصاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد کے یہود و نصاریٰ سے خطاب ہو تو توریت و انجیل سے مراد اِن کے احکام ہیں چنانچہ تفسیر کبیر میں لکھا ہے: اِقَامَۃُ التَّوْرٰةِ وَالاِنْجِيْلِ اِقَامَۃُ اَحْكَامِهَا و حُدُوْدِہَا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں گو توریت و انجیل اصلی موجود نہ تھیں مگر ان کے احکام تو اس فرضی توریت و انجیل میں پیشتر موجود تھے اس لئے وہ بھی عمل نہ کرنے سے مورد الزام ہوئے۔ ۵۳

خلاصہ بحث

مولانا عبد الحق حقانی رحمۃ اللہ علیہ نے تورات اور اس کی جملہ کتب کا تعارف پیش کیا ہے۔ مولانا نے یہ ثابت کیا ہے کہ موجودہ تورات موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے صدہا سال بعد مشائخ یہود نے تحریر کی ہے۔ کیونکہ تاریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ تورات کے صحائف کئی بار ضائع ہوئے، انہیں بعد میں ان کے احبار نے حافظے کی مدد سے جمع کرنے کی کوشش کی ۔ اس میں سے بہت سا مذہبی لٹریچر خورد برد کا شکار ہو گیا۔ جسے تسلیم کیے بغیر کوئی بھی محقق نہیں رہ سکتا۔ ان گم شدہ کتب تورات میں سولہ کتب شامل ہیں۔ تاہم یہود کے پاس تورات کے کئی احکام محفوظ شکل میں بھی موجود تھے جنہیں قائم رکھنے کا حکم اہلِ کتاب کو دیا گیا تھا۔ مولانا حقانی نے تورات کے غیر محرف ہونے پر پائے جانے

والے اشکالات کا بھی ازالہ کیا ہے۔ لہٰذا نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے عہد میں توریت کا اصلی شکل میں موجود ہونا تسلیم کرنا اور پھر اس سے موجودہ فرضی مجموعہ کو اصلی توریت بنانا درست نہیں۔

مراجع و حواشی

۱ حقانی عقائد اسلام ا، مولانا عبدالحق حقانی، ص:۲۶۰-۲۶۱، ادارہ اسلامیات، انار کلی لاہور، ط:۱، ۱۹۸۸ء

۲ ایضاً　۳ ایضاً　　۴ حقانی عقائدِ اسلام، ص:۲۶۴-۲۶۵۔　　۵ ایضاً، ص:۲۶۵

۶ الاعلام لخیر الدین الزرکلی ۳/ ۳۸۲، دار العلم للملایین، بیروت

۷ نزھۃ الخواطر، سید عبدالحی لکھنوی، ۸/ ۳۱۵، (مترجم: انوار الحق قاسمی)، ط:۴، ۲۰۰۴ئ، کراچی

۸ حقانی عقائدِ اسلام، ص:۲۶۷　　۹ زرکلی نے آپ کی تاریخ وفات ۱۳۳۵ھ لکھی ہے۔ (نزھۃ الخواطر، ۸/ ۳۱۵(

۱۰ حقانی عقائدِ اسلام، ص:۲۶۹۔　۱۱ میزان الحق، پادری فنڈر، باب اوّل، فصل:۳، ص: ۵۴، ط:۱۸۶۳ع، لندن۔

۱۲ میزان الحق، صفحہ ۳۶　　۱۳ مقدمہ فتح المنان (تفسیر حقانی)، مولانا عبدالحق حقانی، ص:۱۱۲-۱۱۳، مکتبہ عزیزیہ، لاہور

۱۴ البقرۃ ۲:۷۵　　۱۵ النساء ۴:۴۶　　۱۶ المائدۃ ۵:۱۳

۱۷ یسمیاہ، ۲۴، ص ۵　　۱۸ بائیبل، کتاب مقدس از میاہ: ۳۶ : ۲۳۔　　۱۹ آل عمران ۳ : ۳

۲۰ المائدۃ ۵ : ۴۶　　۲۱ النساء ۴ : ۱۶۳　　۲۲ المومنون ۲۳ : ۴۹

۲۳ النساء: ۱۳۶　　۲۴ البقرۃ ۲: ۴　　۲۵ فاطر ۳۵ : ۲۴

۲۶ النساء ۴ : ۱۶۴　　۲۷ المائدۃ ۵ : ۶۶　　۲۸ المائدۃ ۵ : ۶۸

۲۹ المائدۃ ۵ : ۴۳　　۳۰ آل عمران ۵ : ۹۳　　۳۱ المائدۃ ۵ : ۴۷

۳۲ مقدمہ تفسیر حقانی، ص:۱۱۹، ف:۳۰　　۳۳ مقدمہ تفسیر حقانی: صفحہ ۱۱۸　　۳۴ البقرۃ ۲ : ۴

۳۶ البقرۃ ۲ : ۴۱　　۳۷ تفسیر حقانی ۲ / ۱۴۱　　۳۸ البقرۃ ۲ : ۸۷

۳۹ تفسیر حقانی ۲ / ۱۸۴　　۴۰ البقرۃ ۲ : ۱۷۴　　۴۱ تفسیر حقانی ۳ / ۲۲

۴۲ النساء ۴ : ۴۶　　۴۳ تفسیر حقانی ۳ / ۱۹۳-۱۹۴　　۴۴ المائدۃ ۵ : ۴۳

۴۵ تفسیر حقانی ۴ / ۳۱　　۴۶ المائدۃ ۵ : ۴۴　　۴۷ تفسیر حقانی ۴ / ۳۲

۴۸ المائدۃ ۵ : ۴۳

۴۹ سنن الدارمی، المقدمۃ باب ما یتقی من تفسیر حدیث النبی و قول غیرہ عند قولہ صلی اللہ علیہ وسلم، ح:۴۴۹، ۱/ ۲۸۰، (حدیث "حسن") انصار السنۃ پبلی کیشنز، لاہور۔

۵۰ صحیح بخاری، کتاب الشھادات، باب لایسئل اھل الشرک عن الشھادۃ وغیرھا، ۳/ ۱۶۳، مکتبۃ اسلامیۃ، استنبول، ترکی۔

سورۃ البقرۃ کی آیت ۱۳۶ کی طرف اشارہ ہے: قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَ مَآ اُنْزِلَ اِلٰٓی اِبْرٰھٖمَ وَ اِسْمٰعِیْلَ وَ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ وَ الْاَسْبَاطِ وَ مَآ اُوْتِیَ مُوْسٰی وَ عِیْسٰی وَ مَآ اُوْتِیَ النَّبِیُّوْنَ مِنْ رَّبِّھِمْ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْھُمْ وَ نَحْنُ لَہٗ مُسْلِمُوْنَ

۵۱ تفسیر حقانی ۴ / ۳۲، ۳۳، ۳۴　　۵۲ المائدۃ ۵ : ۶۶　　۵۳ تفسیر حقانی ۴ / ۴۴